وہ پتھر جو بھاری ہوتا گیا

معاف کرنے کے بارے میں ایک نرم طلسماتی کہانی ؛ کہانی کلیاں

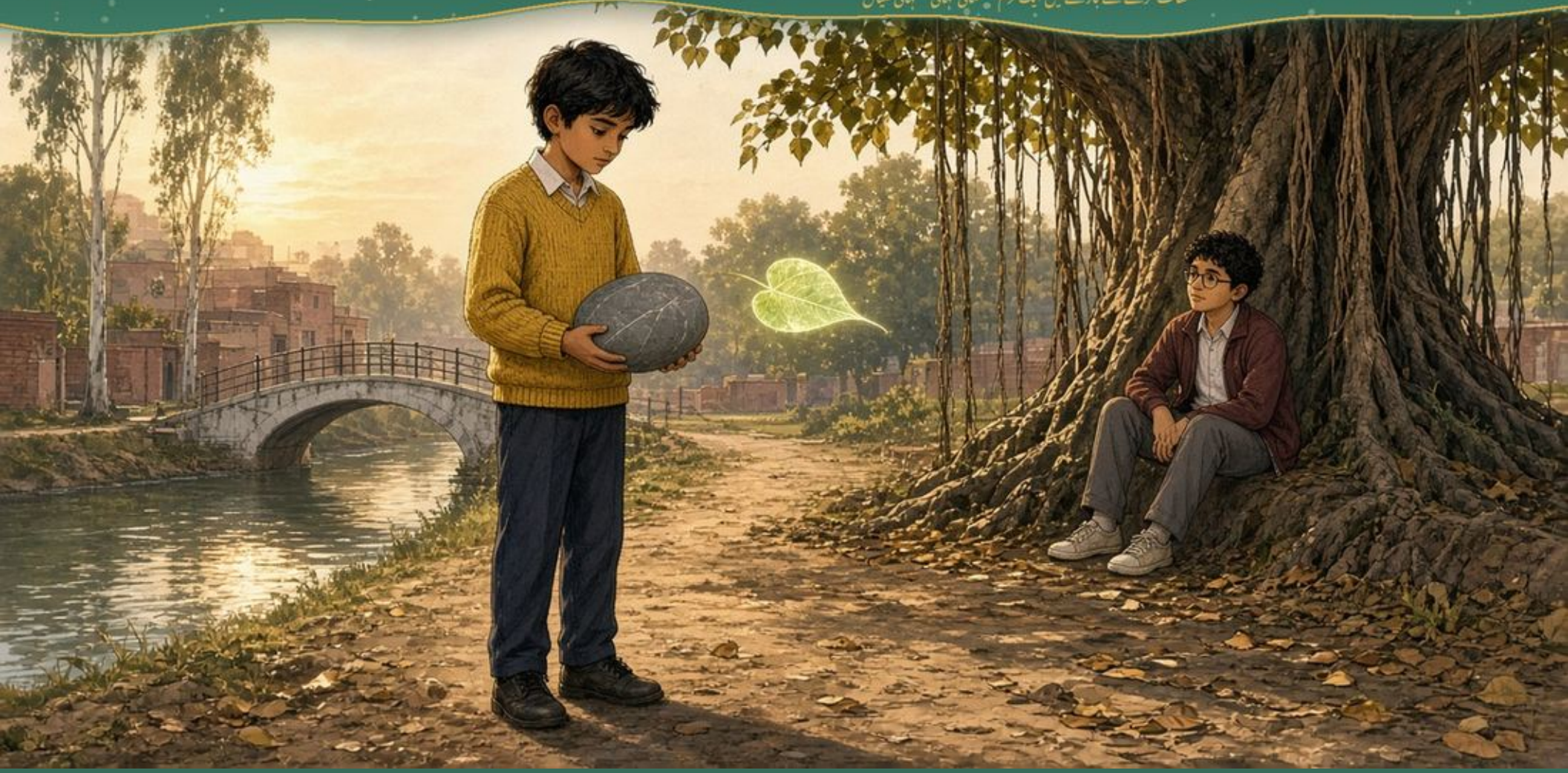

وہ پتھر جو بھاری ہوتا گیا

معاف کرنے کے بارے میں ایک نرم طلسماتی کہانی

کہانی کلیاں · پہلا مفت ایڈیشن، اکتوبر ۲۰۲۶

یہ کتاب مفت ہے۔ آپ اسے بغیر تبدیلی کے مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں، چھاپ سکتے ہیں اور دوسروں کو دے سکتے ہیں۔ براہِ کرم اسے فروخت نہ کیجیے۔

کہانی، تصویریں اور آواز اے آئی کے اوزاروں سے بنائی گئیں، پھر اس ایڈیشن کے لیے جانچی گئیں۔ اردو متن انگریزی سے اے آئی کی مدد سے ترجمہ کیا گیا ہے اور ابھی کسی اہلِ زبان نے اس پر نظرِ ثانی نہیں کی۔

آواز: کمپیوٹر کی آواز، کسی انسان کی نہیں: Microsoft Edge کی اردو آواز «عظمیٰ» (ur-PK-UzmaNeural)، edge-tts کے ذریعے۔ یہ مفت، غیر تجارتی ایڈیشن ہے۔

پڑھنے سے پہلے

یہ کہانی ایک لڑکے کی ہے، ایک پتھر کی جو ہر دکھ بھری یاد کے ساتھ بڑا ہوتا ہے، اور ایک نانی کی جو اس پتھر کو خوب پہچانتی ہیں۔

پڑھتے ہوئے دیکھیے کہ پتھر کب بڑھتا ہے، اور کب بدلتا ہے۔

حمزہ اکیلا نہر کے کنارے گھر جا رہا تھا، اپنی ڈرائنگ کی کاپی سینے سے لگائے۔

اُس صبح عمر نے وہ کاپی پوری کلاس کو دکھا دی تھی، اور سب اُس کے اُڑنے والے لڑکے پر ہنس پڑے تھے۔

گھر کے سبز دروازے پر حمزہ کو جیب میں کوئی ٹھنڈی چیز ملی۔

اُس نے ایک چکنا سرمئی پتھر نکالا، اخروٹ جتنا چھوٹا، ہلکی ٹھنڈی چمک کے ساتھ۔ یہ پہلے وہاں نہیں تھا۔

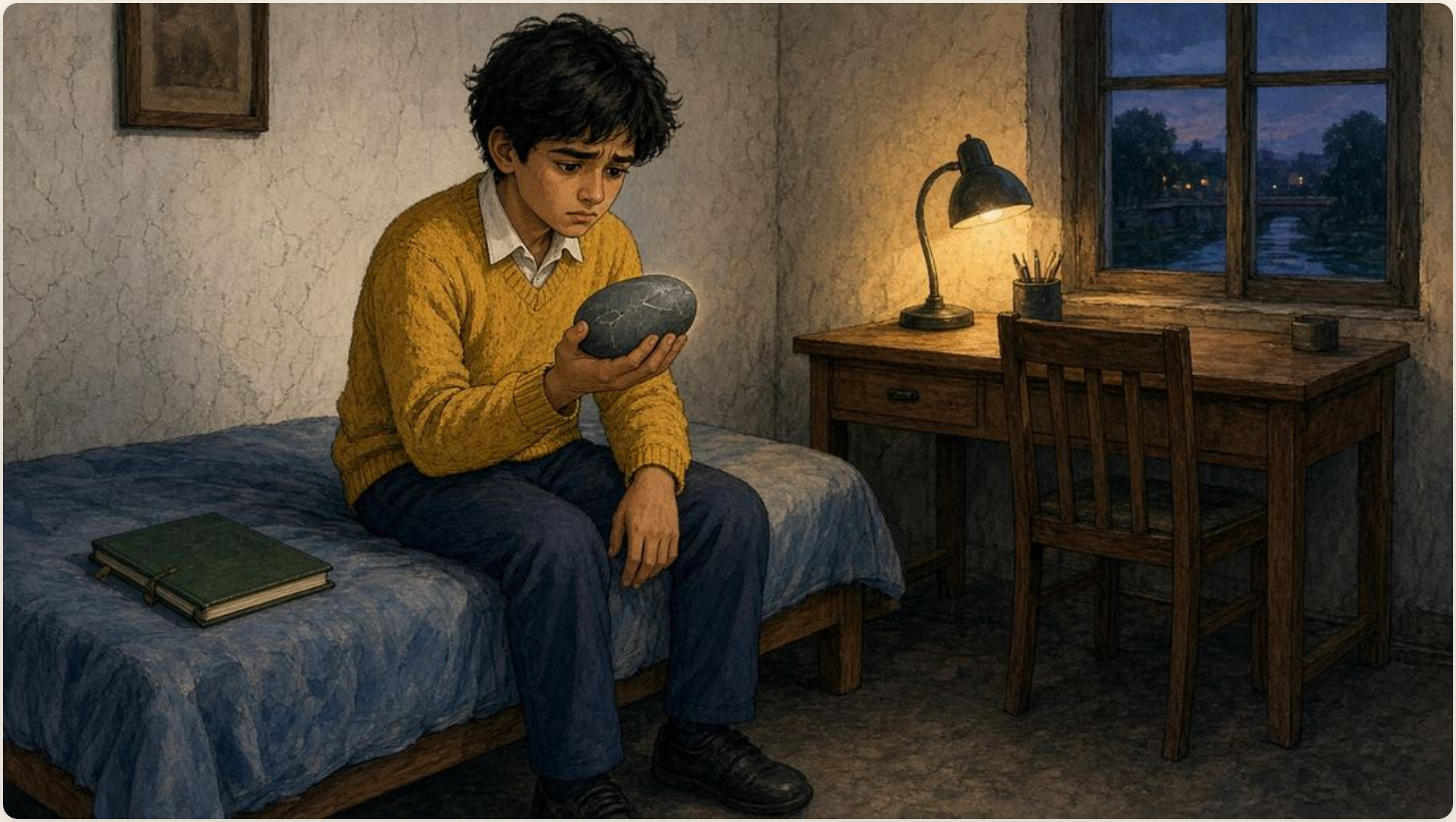

جب بھی اُسے وہ ہنسی یاد آتی، پتھر بڑا ہو جاتا۔

شام تک وہ اُس کی پوری مٹھی میں بھر گیا تھا، بند دروازے کی طرح ٹھنڈا اور بھاری۔

اگلے دن عمر نے پیدل پُل سے ہاتھ ہلایا، اُس کا فولادی ٹفن پاس کے ستون پر رکھا تھا؛ وہ ہمیشہ یہیں ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

حمزہ نے پتھر ہاتھ میں لیے منہ پھیر لیا۔ ہر قدم پر وہ اُسے نیچے کھینچتا رہا۔

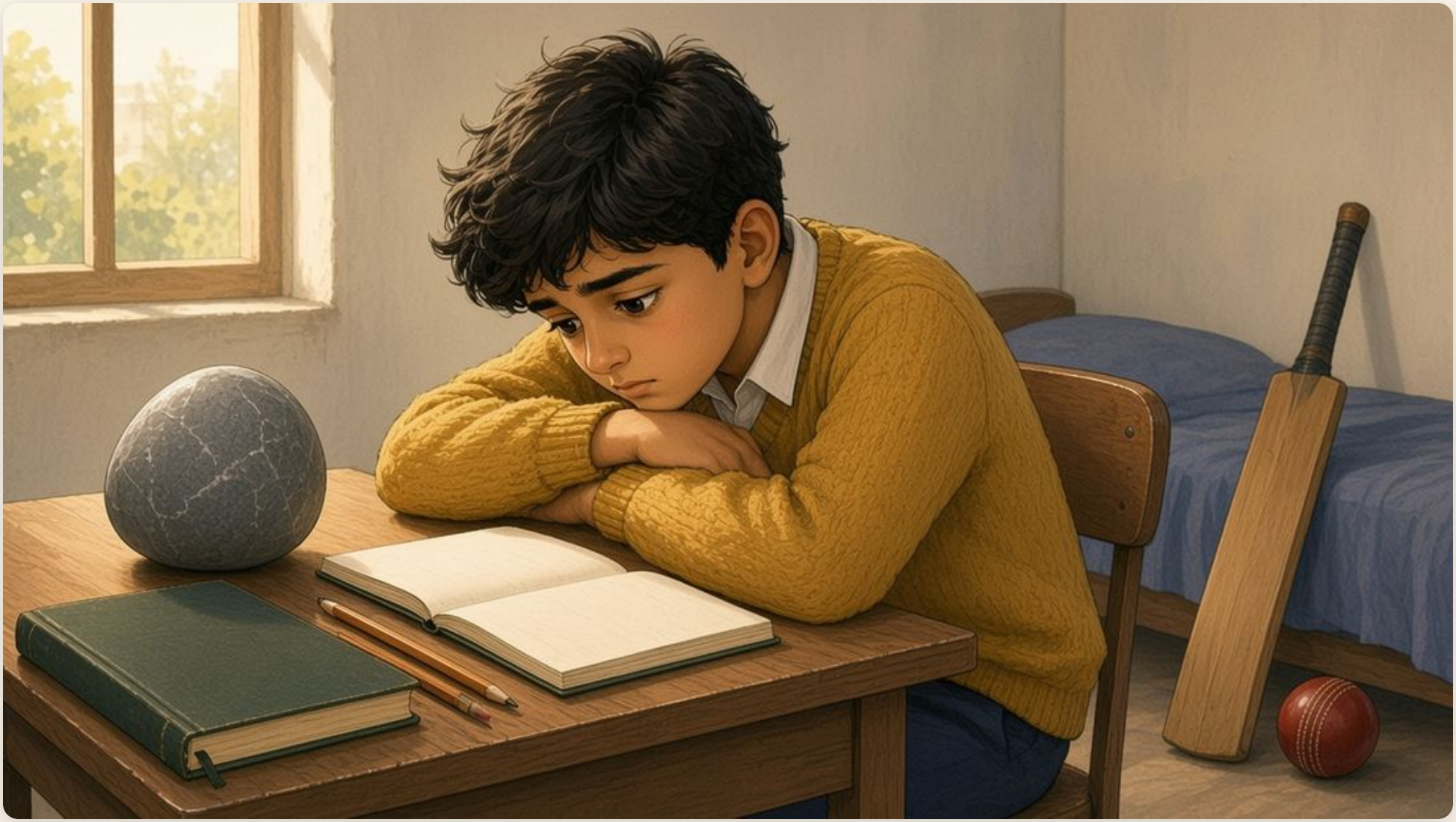

تین دن تک وہ اُسے اٹھائے پھرا۔

کرکٹ کا بلا کونے میں پڑا رہا۔ کاپی خالی رہی۔ پنسلیں بھی بہت بھاری لگنے لگیں۔

نانی نے اُسے صحن کی سیڑھیوں پر بیٹھا پایا؛ اب پتھر اُس کے دونوں ہاتھوں میں تھا۔ وہ اُس کے پاس بیٹھ گئیں۔ «میں اس پتھر کو جانتی ہوں،» انہوں نے آہستہ سے کہا۔ «میں نے بھی ایک اٹھایا تھا۔»

«بہت پہلے میری بہن نے مجھ سے ایک وعدہ توڑ دیا تھا،» نانی نے ایک پرانی تصویر چھوتے ہوئے کہا۔

«میرا دکھ بجا تھا۔ لیکن میں نے اسے اتنی دیر تھامے رکھا کہ چالیس سال سے ہماری بات نہیں ہوئی۔»

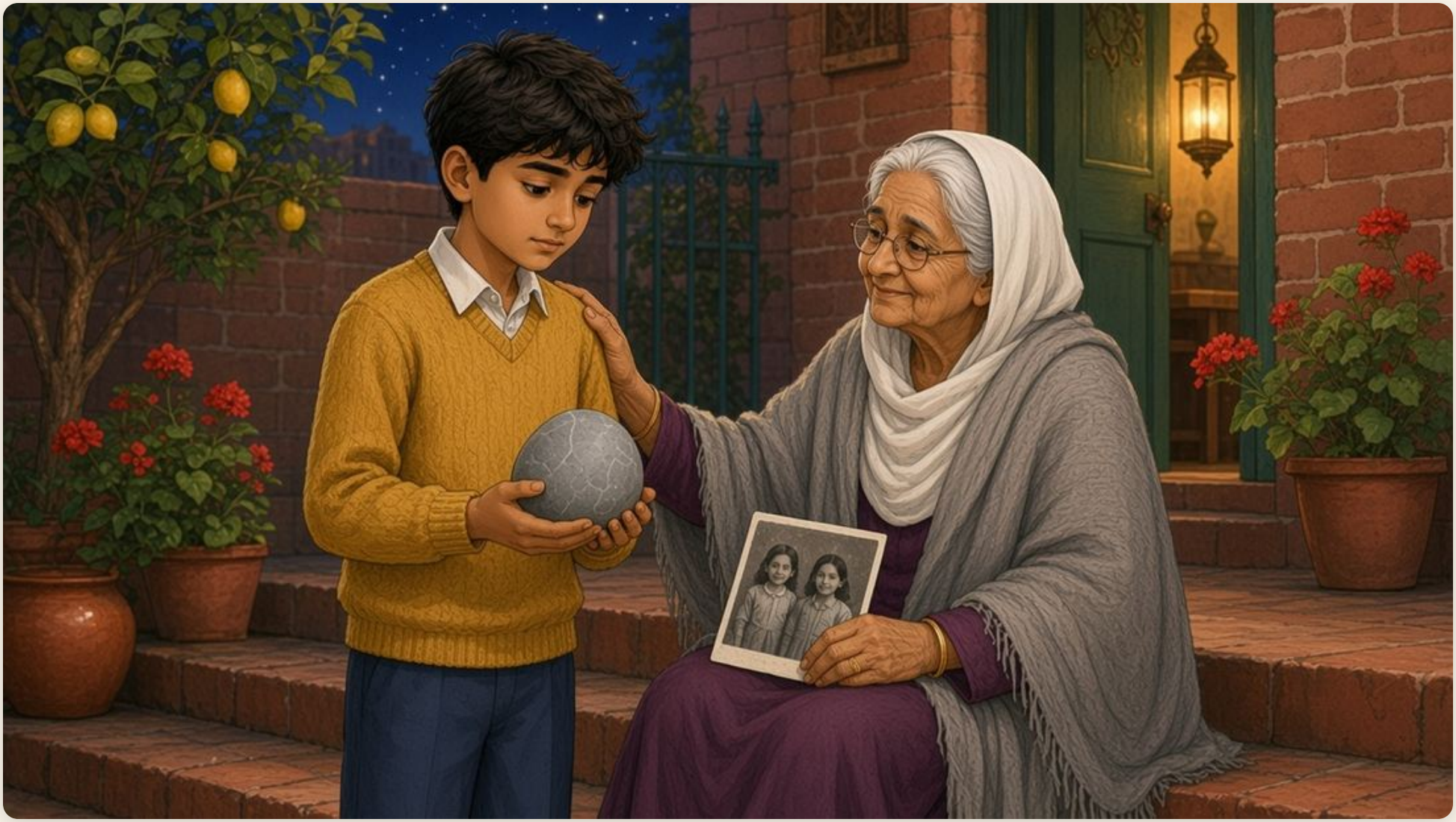

«معاف کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ دکھ نہیں ہوا،» نانی نے کہا۔ «مطلب یہ ہے کہ دکھ کو ہر جگہ ساتھ لیے نہ پھرو۔»

حمزہ دیر تک پتھر کو دیکھتا رہا۔

صبح عمر پیپل کے نیچے ہاتھ جوڑے انتظار کر رہا تھا۔

«مجھے معاف کر دو،» اُس نے کہا۔ «میں چاہتا تھا کہ سب میرے ساتھ ہنسیں۔ میں نے تمہارے بارے میں سوچا ہی نہیں۔»

عمر نے آہستہ سے کاپی کی طرف اشارہ کیا۔ «کیا تم مجھے اُڑنے والا لڑکا پھر دکھاؤ گے؟ اس بار ٹھیک سے؟»

حمزہ نے پتھر کا بوجھ محسوس کیا اور نانی کو یاد کیا، جو آج بھی اپنا پتھر اٹھائے ہوئے تھیں۔

«دکھ اب بھی ہے،» حمزہ نے کہا۔ «لیکن میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔»

اُسی لمحے پتھر سانس کی طرح ہلکا ہو گیا، اور اُس کی ہتھیلی پر پیپل کا ایک ہلکا سبز چمکتا پتّا بن گیا۔ عمر جیبوں میں ہاتھ ڈالے مسکرا دیا۔

حمزہ نے پتّا چمکتی نہر پر چھوڑ دیا، اور پانی اُسے دور لے گیا۔

پھر دونوں لڑکے پرانے پیپل کی ایک جڑ پر بیٹھ کر، سر جوڑے، کھلی کاپی میں اُڑنے والے لڑکے کی تصویر پر جھک گئے۔

سبق

جب کوئی ہمیں دکھ دیتا ہے تو وہ دکھ سچا ہوتا ہے۔ لیکن غصہ تھامے رکھنا پتھر اٹھانے جیسا ہے: جب بھی ہم وہ لمحہ دہراتے ہیں، وہ اور بھاری ہو جاتا ہے۔

معاف کرنا یہ نہیں کہ کچھ ہوا ہی نہیں، یا کسی کو پھر دکھ دینے دیا جائے۔ معاف کرنا پتھر نیچے رکھ دینا ہے، تاکہ ہمارے ہاتھ آزاد ہو جائیں۔

غصہ جتنی دیر اٹھایا جائے، اتنا ہی بھاری ہوتا جاتا ہے؛ معافی ہمارے اپنے ہاتھ آزاد کر دیتی ہے۔

سوچنے کے لیے سوالات

حمزہ کو جب بھی ہنسی یاد آتی، پتھر کیوں بڑھ جاتا تھا؟

عمر کی معافی سچی کیوں لگی؟

کیا آپ بھی کوئی پتھر اٹھائے ہوئے ہیں؟ اسے نیچے رکھنے میں کیا چیز مدد دے گی؟

اختتامیہ

اُس شام نانی نے اپنا پرانا فون اٹھایا اور اپنی بہن کو فون کیا۔

کچھ پتھر نیچے رکھنے میں تین دن لگتے ہیں، کچھ میں چالیس سال۔ مگر ہر پتھر نیچے رکھا جا سکتا ہے۔

ختم شد